سوال

(126)قرآن مجید کو غلط پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1-جو شخص قرآن عزیز غلط پڑھتا ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ جاہل اور بے علم امام کے پیچھے عالم شخص کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ ایک امام قرآن مجید کے اعراب وغیرہ کا کوئی خیال نہیں کرتا، اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن مجید غلط پڑھتا ہے تو ایسا آدمی سخت مجرم، گناہ گار اور واجب التعزیر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرآن عزیز ایسے شخص پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ایسا شخص تحریف لفظی کا مرتکب ہوتا ہے اور تحریف لفظی کفر کے مترادف ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کرنی چاہیے۔ اگر جان بوجھ کر نہیں بلکہ کوئی اور وجہ ہے مثلاً لکنت وغیرہ، تو پھر ایسا شخص مجبور ہے۔ تاہم اسے بھی اپنی بساط تک صحیح پڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اگر وہ اس کوشش میں لگا رہے گا تو ان شاء اللہ اسے دوگنا ثواب ملے گا۔ خدا توفیق ارزانی فرمائے۔ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالقُرْآنِ»، وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ: يُرِيدُ: أَنْ يَجْهَرَ بِهِ۔ (صحیح بخاری: ص ۷۵۱، ج ۲ باب من لم یتغن بالقرآن)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا قرآن کی طرف متوجہ ہو کر سکتا ہے۔ جب پیغمبر ﷺ اس کو خوش آوازی سے پڑھتے ہیں۔''

ابو سلمہ راوی حدیث کو ایک دوست عبد الحمید بن عبد الرحمن کہتا تھا۔ اس حدیث میں یتغنی بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ پکار کر اس کو پڑھے۔ علمائے حدیث نے لم یتغن بالقرآن کے تین مطلب بیان کئے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو ہی کافی سمجھنا چاہیے، دوسرے مذاہب کی کتب کا مطالعہ غیر ضروری سمجھنا چاہیے۔

۲۔ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن کو نعمت عظمی سمجھ کر اس کی وجہ سے غنی اور بے پروانہ رہے بلکہ دنیا داروں کی خوشامد کرے اور ان سے اپنی احتیاج بیان کرے، ایسا شخص مسلمان نہیں۔

۳۔ اہل علم کی تیسری جماعت کا خیال ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔ بہر حال اس حدیث کا جو بھی مفہوم ہو، یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید کو صحت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے ذیل لکھتے ہیں:

اما تحسین الصوت وتقدیم حسن الصوت علی غیرہ فلا نزاع فی ذلک۔ (فتح الباری: ص ۶۴ ج ۹ طبع مصیر)

''قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا اور خوش آواز قاری کو امام بنانے میں کوئی نزاع نہیں ہے۔''

أَجْمعَ الْعُلَمَاءُ عَلَی اسْتِحْبَابِ تَحْسِینِ الصَّوتِ بِالْقُرآنِ مَالَمْ یَخْرُجْ عَنْ حَدِّ الْقِرَاءَۃِ بِالتَّمْطِیطِ فَاِنْ خَرجَ حَتّٰی زَادَ حَرْفًا أَوْأَخْفَاہُ حَرَامَ۔ (فتح الباری ص ۶۳ ج ۹)

''قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا بالاجماع مستحب ہے۔ بشر طیکہ وہ قراءت معروفہ کی حد سے متواجز نہ ہو اور کوئی حرف چھوڑ دینا یا کسی حرف کا اضافہ کرنا حرام ہے۔

بہر حال خوش آوازی جبھی مستحب ہوگی جب وہ صحت الفاظ کے ساتھ ہو، ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ جاہل امام کے پیچھے نماز:

جاہل کے پیچھے عالم کی نماز اگر چہ ہو جاتی ہے تاہم عالم آدمی کو چھوڑ کر جاہل کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امامت کے لیے ایسا آدمی ہونا چاہیے جو عالم اور ماہر قرآن ہو۔

عَن ابن ابی مسعود عُقْبَۃ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ یَوم القَوْمَ أَقْرَاھُمْ لِکتَابِ اللہ۔۔۔۔ الحدیث رواواحمد ومسلم۔ قال القاضی الشوکانی فی النیل وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِی الْمُرَادِ مِنْ قَوْلِہِ: " یَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُھُمْ " فَقِیلَ الْمُرَادُ أَحْسَنُھُمْ قِرَاءَۃً وَإِنْ کَانَ أَقَلّھمْ حِفْظًا، وَقِیلَ: أَکْثَرھمْ حِفظًا لِلقُرآنِ وَیُدلُّ عَلَی ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیرِ وَرِجَالُہُ رِجَالُ الصَّحِیحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَۃَ أَنَّہُ قَالَ: «انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِی إلَی النَّبِیِّ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - بِإِسْلَامِ قَوْمِہِ، فَکَانَ فِیمَا أَوْصَانَا: لِیَؤُمَّکُمْ أَکْثَرُکُمْ قُرْآنًا، فَکُنْتُ أَکْثَرَھُمْ قُرْآنًا فَقَدَّمُونِی» (اخرجہ ایضا البخاری، ابوداؤد والنسائی)

یعنی قوم کی امامت اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھنے والا کرے۔ امام محمد شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ محدیثین نے اَقراھم (زیادہ پڑھنے والا) کے متعدد معنی لکھے ہیں بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جو بہترین طریقہ سے پڑھنے والا ہو۔ اگر چہ قرآن مجید کم ہی یاد ہو۔ اور بعض کے مطابق اس سے وہ شخص مراد ہے جو زیادہ قرآن کا حافظ ہو۔ اس مطلب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں سے مروی ہے۔ عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبر لے کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں بھی اپنے والد کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ منجملہ ایک وصیت یہ تھی کہ زیادہ قرآن والا امامت کرے۔ میں زیادہ قرآن جاننے والا تھا، انہوں نے مجھ کو امام بنالیا۔

عن جابر عن النبی ﷺ قال لا تَؤُمَّنَّ إمْرَأَۃٌ رَجُلاً وَّلا أعرابی م ھاجرا وَّلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُّؤمِناً إِلا ان یَقْھَرَ بِسُلْطَان یَخَافُ سَوْطَہ وسیفہ۔ (رواہ ابن ماجہ)

''یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت مرد کی امامت نہ کرائے اور اعرابی مہاجر کی امامت نہ کرائے اور نہ فاجر مومن کی، مگر یہ کہ جبراً امام بن جائے ملپنے کوڑے اور تلوار کے بل بوتے پر، تو ایسی صورت میں مومن کو فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عالم کی موجودگی میں جاہل کو منصب امامت چھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس منصب کا اہل نہیں ہے۔

۳۔ اعراب کا خیال نہ کرنے والے کے متعلق شرعی حکم:

ایسا شخص سخت نافرمان ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ شد، مد اور اعراب کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

قال قتادة سألت انس بن مالک عن قراۃ النبی ﷺ فقال کان یمُدّ مدًّا۔ (باب مد القراَۃ: ج ۱ ص ۷۵۴)

''جناب قتادہؒ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے بتایا: مد کے ساتھ یعنی جس حرف کو لمبا کرنا چاہیے اس کو لمبا کرتے تھے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعراب، زبر، زیر، پیش، مد وغیرہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ معانی میں التباس اور خلل کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا ایسا امام جو اعراب کا خیال نہیں رکھتا، ایسے امام کو امامت کے منصب سے رضاکارانہ سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ بصورت دیگر اسے امامت سے ہٹا دینا چاہیے۔ تاہم اگر کسی فتنہ کا خطرہ ہو تو مجبوری ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص421

محدث فتویٰ